# سوانح عمری اور الطاف حسین حالی

# Biography and Altaf Hussain Hali

اریبہ واجد

ایم فل (اُردو)، دی وومن یونیورسٹی، ملتان

aribawajid21@gmail.com

**Abstract:**

Altaf Hussain Hali (1837–1914), known simply as Hali, was a prominent Urdu poet, critic, essayist, and biographer whose work significantly influenced modern Urdu literature. He was among the first writers to introduce realism, reformist thought, and literary criticism into Urdu. His greatest contributions include not only his poetry, like Musaddas-e-Hali, but also his biographical writings, particularly Hayat-e-Javed—the celebrated biography of Sir Syed Ahmad Khan. Through these works, Hali not only preserved the lives of great personalities but also documented the cultural and ideological shifts of his time.

**Keywords:**

سوانح عمری، فن سوانح نگاری، بابر نامہ، اکبر نامہ، الفاروق، الطاف حسین حالی، محمد عبدالواسع

سوانح عمری کسی شخص کے حالات زندگی، معاشرتی زندگی، خانگی زندگی اور اس کی زندگی سے منسلک ہر پہلو کو کھول کر بیان کر دینے کا نام ہے۔ اس میں اس کی پیدائش سے وفات تک تمام حالات وواقعات کو ترتیب سے پیش کرنے کا نام ہے۔ سوانح عمری کسی انسان کی مختصر تاریخ کا نام ہے۔

محمد عبدالواسع اپنی کتاب "فن سوانح نگاری" سوانح عمری کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ ایسی صنف ادب ہے جس کے ذریعے ہم اپنی معزز و مقبول ہستیوں کی جلوت وخلوت میں چپکے سے داخل ہو جاتے ہیں اور ان کو اپنے درمیان کھڑا کر دیتے ہیں۔"(۱)

جس کی سوانح لکھی جاتی ہے اس کی پوری زندگی کو ایک ادبی پیرائے میں ڈھال کر کتابی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور اس میں اس شخص کے ذہنی اور شخصی ارتقاء کا مفصل بیان ہوتا ہے۔

سوانح نگاری کو اگر مزید واضح کیا جائے تو اس کی تعریف یوں ہو سکتی ہے کہ سوانح نگار منتخب شدہ شخص کی نفسیاتی کردار نگاری بغیر طرف داری کہ اس طرح کرتا ہے کہ اس کے کردار کی خوبیاں اور خامیاں پڑھنے والے پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہیں۔ جو محققین اور ناقدین کے لیے رائے قائم کرنے کا راستہ ہموار کر دیتا ہے۔

انگریزی میں سوانح نگاری کو Biography کہتے ہیں۔ فرہنگ آصفیہ میں اس کے تعریف یوں بیان کی گئی ہے۔

"سوانح عمری، سرگزشت کسی شخص کی زندگی کا حال، تذکرہ، کسی عالم خواہ فاضل خواہ بڑے بڑے کام کرنے والے یا بہادر یا حاکم کے وہ واقعات جو اس کی عمر میں گزرے ہوں۔"(۲)

سوانح نگاری صنف کے لحاظ سے نثر کی غیر افسانوی قسم ہے۔ اس فن میں کمال دکھانے کے لیے ضروری ہے کہ شخصیت کا انتخاب، ارتقاء، واقعات کا انتخاب وترتیب، نتیجہ اور اسلوب اس طرح ہو کہ ہیرو کی ذہنی کیفیت کو جانچ کر اس کی شخصیت کے اتار چڑھاؤ کو اچھی طرح سمجھا جا سکے۔ اور یہی اچھی سوانح نگاری کا کمال ہے۔

> "گویا سوانح نگاری ایک ایسی صنف ادب ہے جس میں کسی بھی کردار کے متعلق تمام تفصیلات وواقعات کو ازراہ قلم پیش کیا جاتا ہے۔ بشرطیکہ کردار حقیقی ہو اور معروف شخصیت ہو تاکہ لوگوں کو اس کے متعلق جاننے کا اشتیاق ہو۔ غیر معروف اور گمنام شخصیات کو سوانح نگاری کا موضوع نہیں بنایا جاسکتا۔"(۳)

سوانح نگاری کئی مراحل پر مبنی ہے جن میں پہلا اور سب سے اہم موضوع کا انتخاب ہے۔ چونکہ ہر شخص اپنے مخصوص تصورات، خیالات، افکار اور نظریات کا حامل ہوتا ہے لہذا لکھاری کے لیے یہ اولین شرط ہے کہ وہ ایسی شخصیت کا انتخاب کرے جو اس کے نظریات کا ماننے والا ہو ورنہ ٹکراؤ پیدا ہوگا اور اس شخصیت کی مکمل عکاسی نہیں ہو پائے گی جس کی سوانح تخلیق کی گئی ہے۔ موضوع کے متعلق ذہنی مطابقت سوانح نگاری کی اہم ترین شرط ہے۔ دوسرا اس پہلو کو مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ جس شخصیت کی سوانح لکھی جا رہی ہے وہ لوگوں میں مقبول ہے لوگ اس کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔ اس کی زندگی میں سیاسی، سماجی، ادبی یا معاشی سطح پر قابل قدر کارنامے ہیں جو اس کی زندگی کو خاص بناتے ہیں اور لوگ اس کے کردار اور عمل سے سیکھ سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک اور بات اہمیت کی حامل ہے کے جس پر سوانح لکھی جا رہی ہے وہ متنازعہ شخصیت نہ ہو۔ سوانح نگاری میں غیر جانبداری سے کام لینا ضروری ہے تاکہ محاسن اور معائب کو کھل کر بیان کیا جاسکے۔ اس صورت میں سوانح نگار اپنے منتخب شدہ کردار کے عہد اور سیاسی، سماجی صورتحال بھی قاری پر واضح کر دیتا ہے۔ سوانح نگاری کی فنی خصوصیات میں جو چیزیں شامل ہیں ان میں سرفہرست شخصیت کا انتخاب، ارتقاء، اس شخصیت کی زندگی کے واقعات کا انتخاب تسلسل اور ترتیب کے ساتھ، پھر نتائج اور پھر اسلوب۔

> "موضوع کے انتخاب کے ساتھ ایک بڑا مسئلہ شخصیت کے نظریات و تصورات سے مطابقت سے ہوتا ہے۔ ہر مصنف کے کچھ مخصوص تصورات و خیالات ہوتے ہیں جن کا عکس اس کی تحریروں میں ہوتا ہے اور انہیں نظریات کی کسوٹی پر وہ اپنے موضوع کے افکار و خیالات کو پرکھتا ہے جس سے مصنف اور موضوع دونوں کے نظریات خلط ملط ہو کر شخصیت کو مجروح کر دیتے ہیں دوسری طرف اگر سوانح نگار اور موضوع کے نظریات میں مطابقت نہیں تو اس ٹکراؤ کے نتیجے میں موضوع کے محاسن بھی معائب میں بدل جاتے ہیں۔"(۴)

سوانح نگاری زندگی کی ایک مکمل تصویر ہوتی ہے جس کا خاکہ اس وقت ابھرتا ہے جب سوانح نگار مواد کو نہایت دیانت داری اور غیر جانبداری سے حاصل کرے۔ مواد کی تلاش سوانح نگاری میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ موضوع کے انتخاب میں اس امر کو مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ اگر کسی شخصیت پر سیر حاصل مواد موجود ہے تب ہی اس کردار پر قلم اٹھایا جاسکتا ہے۔ ورنہ نامکمل اور غیر مستند مواد اس سوانح نگاری کو جوہر سے محروم کر دیتا ہے اور وہ سوانح بکھرے لفظوں کی نامکمل کہانی بن کر رہ جاتی ہے جو قاری پر کوئی بھی اثر چھوڑنے سے قاصر رہتی ہے۔

سوانح نگار کے لیے یہ بھی ضروری امر ہے کہ صاحب سوانح پر مواد حاصل کرنے کے علاوہ وہ اس شخصیت کو خود بھی اچھے سے جانتا ہو، اس کی ذات کی اندرونی کیفیات کو سمجھتا ہو اور ان سے گہری آگہی رکھتا ہو تاکہ اس کی سوانح میں صرف ظاہری واقعات نہ ہوں بلکہ صاحب سوانح کی باطنی شخصیت اور کیفیتوں کی جھلک بھی موجود ہو۔ ایک سچے اور اچھے سوانح نگار کی خوبی ہے کہ وہ اپنے ہیرو کی تنہائی کی گونج کو بھی سن سکتا ہو اور مجلس کی چمک کو بھی محسوس کر سکتا ہو۔ اس کے مزاج کے نشیب و فراز، کمزوریوں سے پوری طرح واقف ہو۔ اگر وہ شخصیت اس کے ہی دور کی ہے تو اس کے ذاتی مشاہدات، میل جول، سماجی روابط کے بارے میں اس کو مکمل معلومات ہوں اور اگر وہ ماضی کی کسی شخصیت کو موضوع بنا رہا ہو تو اس کے متعلق ہر ممکن معلومات اس کے علم میں ہونی چاہیے۔ اس کا مطالعہ اس قدر گہرا ہونا چاہیے کہ صاحب سوانح کی شخصیت کے نقش قاری پر کھل کر واضح ہو جائیں۔

شخصیت کے انتخاب میں اس امر کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ جس شخصیت کی سوانح لکھی جارہی ہے اس کے مواد پر مکمل رسائی حاصل ہو۔ مواد حاصل کرنے کے مختلف ذرائع ہیں۔ مثلاً: صاحب سوانح کی خود نوشتیں، یادداشتیں، خطوط، ڈائریاں، دیباچے، انٹرویو وغیرہ۔ اسی طرح صاحب سوانح کے اقوال و اعمال، لطائف وظرائف اور کردار و گفتار بھی شامل ہیں۔

کسی شخصیت کی زندگی کو مکمل جمع کرنے کے صرف مشاہدہ کافی نہیں ہوتا بلکہ اخبارات اور رسائل سے بھی مدد لی جاسکتی ہے جن میں اس شخصیت کے عوامی کارناموں، افکار و نظریات کا تذکرہ ہو۔ اس کے علاوہ اس شخصیت کے دوست، رشتہ دار، احباب، خاندان والوں سے اس کے حالات، مزاج، عادات و اطوار کے بارے میں معلومات لی جاسکتی ہے۔ اگر لکھنے والے کا صاحب سوانح کے ساتھ ذاتی تعلق ہو تو وہ اس کے کردار کو بہتر طریقے سے جانتا ہے اور احسن طریقے سے سچائی اور اعتماد سے اس پر لکھ سکتا ہے۔ اسی لیے جب موضوع کا انتخاب ان پہلوؤں کو دیکھ کر کیا جاتا ہے اور معلومات مستند ذرائع سے حاصل کی جاتی ہیں تو اس صورت میں لکھی جانے والی سوانح سچی اور متاثر کن ہوتی ہے جو قاری کو حقیقت کے قریب لے جاتی ہیں۔

سوانح نگار لکھتے وقت ترتیب کا خیال رکھے کہ کن معلومات کا تذکرہ ضروری ہے اور کن کو غیر ضروری کے طور پر نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ اسی حسن ترتیب سے وہ اپنی سوانح کو کامل بنا سکتا ہے۔ سوانح نگار کو لکھنے میں اس سلیقہ سے کام لینا ہوتا ہے تاکہ پڑھنے والے کے لیے گراں نہ ہو اور اس کی توجہ مبذول نہ ہو۔ کیونکہ ایک شخصیت کی زندگی میں بہت سے واقعات ہوتے ہیں، اور ہر واقعہ کچھ نہ کچھ ظاہر کرتا ہے، اس لیے سوانح نگار کو چاہیے کہ وہ صرف وہی واقعات چنے جو اس شخصیت کی خوبیوں اور اصل کردار کو سمجھنے میں مدد دیں۔ سوانح نگار کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان واقعات کو اس انداز سے بیان کرے کہ وہ آپس میں جُڑے ہوئے لگیں۔ زبان اور انداز ایسا ہونا چاہیے کہ پڑھنے والے کو مزہ بھی آئے اور وہ دلچسپی سے پڑھتا رہے۔

> "تفصیلات کے انتخاب میں بھی سوانح نگار کو دوسرے فنکاروں سے زیادہ حسن نظر اور سلیقہ کا ثبوت دینا ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ لکھنے والا کثیر المطالعہ اور وسیع المعلومات ہو۔ لیکن اس کا فرض ہے کہ وہ ناظرین کو مواد اور تفصیلات سے پریشان خاطر نہ کردے۔" (۵)

سوانح نگاری میں اندازِ بیان کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہ اسلوب ہی ہوتا ہے جو مصنف کی فکری بلندی اور جس شخصیت پر وہ لکھ رہا ہوتا ہے، اس کے مزاج، کردار اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کی مکمل ترجمانی کرتا ہے۔

ایک کامیاب اور باوقار سوانح نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے طرزِ تحریر میں چند اہم باتوں کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھے۔

اس کا قلم سچائی کا امین ہو۔ وہ مبالغے یا جانبداری سے گریز کرے، کیونکہ سوانح نگاری کا اصل حسن اسی میں ہے کہ جو کچھ لکھا جائے وہ حقیقت پر مبنی ہو اور ہر پہلو کو دیانت داری سے پیش کیا جائے۔ تحریر کا انداز سادہ، رواں اور شگفتہ ہو تاکہ قاری کو مطالعے کے دوران کسی قسم کی جھجک، سختی یا اکتاہٹ محسوس نہ ہو۔ زبان ایسی ہو جو دل کو بھائے اور بیان ایسا جو بات کو دل نشین بنادے۔ واقعات اور حالات کو اس انداز سے بیان کیا جائے کہ وہ ایک دوسرے سے جُڑے محسوس ہوں، یوں لگے جیسے موتیوں کی ایک لڑی ہو جس میں ہر موتی اپنی جگہ اہم اور حسین ہو۔ سوانح نگار کا اصل کمال یہی ہے کہ وہ سچ کو خوبصورتی سے بیان کرے، اور قاری کو نہ صرف معلومات دے بلکہ اسے لطف بھی محسوس ہو۔

سوانح نگاری میں مصنف اور موضوع (یعنی جس شخصیت پر وہ لکھ رہا ہے) کے درمیان ایک خاص تعلق قائم ہوتا

ہے۔ یہ ضروری ہے کہ مصنف کا اپنے کردار کے ساتھ رویہ ہمدردانہ ہو، نہ کہ تنقیدی یا جانبدار۔ سوانح نگار کو چاہیے کہ وہ اس شخصیت کی خوبیوں کو خلوص کے ساتھ بیان کرے اور خامیوں کو ایمانداری کے ساتھ، لیکن شائستگی سے پیش کرے۔ مصنف کی ذمہ داری ہے کہ وہ کردار کی زندگی میں آنے والی تبدیلیوں کو اس انداز سے پیش کرے کہ قاری سمجھ سکے کہ وقت، حالات اور تجربات نے کس طرح اس شخصیت کو بدلا۔ ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ سوانح نگار ان معاشرتی، تہذیبی اور نفسیاتی عوامل کو بھی سامنے لائے جو اس فرد کی شخصیت کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یوں قاری کو صرف ایک زندگی کی کہانی نہیں، بلکہ ایک مکمل شخصیت کا ارتقائی سفر نظر آنا چاہیے۔ ایک کامیاب سوانح نگار وہی ہوتا ہے جو اپنے کردار کو انسان کے طور پر دکھائے جس میں کمال بھی ہو اور کمزوری بھی، اور جو حالات کے دھارے میں بہتے ہوئے اپنی شخصیت کو نکھارتا چلا جائے۔

> "اسلوب بیان کے ذریعے نہ صرف مصنف کی شخصیت کا اظہار ہوتا ہے بلکہ موضوع کی شخصیت کو بھی اسلوب کے ذریعے پیش کیا جا سکتا ہے۔ بڑی سے بڑی شخصیت وافر مواد کی موجودگی کے باوجود سوانح نگار کی کوتاہ قلمی اور طرز ادا کی بدسلیقگی سے مجروح ہو سکتی ہے۔"(۶)

ایک اچھے سوانح نگار کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ادب کے جدید اصولوں اور بدلتے ہوئے اسلوبِ نگارش سے بھی اچھی طرح واقف ہو۔ وقت کے ساتھ ادبی تقاضے اور قاری کی توقعات بدلتی رہتی ہیں، اس لیے سوانح نگار کو چاہیے کہ وہ اپنی تحریر کو زمانے کے مزاج کے مطابق ڈھالے تاکہ اس کی تحریر صرف معلوماتی نہ ہو بلکہ ادبی لحاظ سے بھی پختہ اور دلنشین ہو۔ سوانح نگاری دراصل کسی شخصیت کی زندگی کی ایک قلمی تصویر ہوتی ہے، جس میں سوانح نگار اس طرح رنگ بھرتا ہے کہ وہ کردار قاری کے سامنے ایک جیتا جاگتا انسان بن کر ابھرتا ہے۔ اردو ادب میں سوانح نگاری سے ملتی جلتی ایک صنف خود نوشت یا آپ بیتی بھی ہے، لیکن دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ سوانح عمری میں کسی دوسرے شخص کی زندگی بیان کی جاتی ہے، جب کہ خود نوشت میں لکھنے والا اپنی زندگی کے حالات خود بیان کرتا ہے۔ خود نوشت میں ذاتی جذبات، تاثرات اور جانبداری کا رنگ نمایاں ہوتا ہے، جب کہ سوانح نگاری میں غیر جانب داری، سچائی اور توازن کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ یہی خوبیاں سوانح نگاری کو ایک باوقار اور معتبر صنفِ ادب بناتی ہیں۔ 

سوانح نگاری کے اثرات قدیم یونان، روم اور ہندوستان سے ملتے ہیں جہاں بادشاہوں اور مذہبی لوگوں کی شخصیات کی زندگیوں کو قلمبند کیا جاتا تھا۔ اسلامی دنیا میں اس صنف کو مقبولیت حاصل ہوئی۔ خصوصاً جب نبی ﷺ کی سیرت پر لکھا گیا۔ اور ان کتب کو سوانح کی بنیاد بھی سمجھا جاتا ہے۔ بعد میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، صالحین اور علماء کرام کی زندگیوں پر مفصل کتب لکھی گئیں۔ برصغیر میں فارسی زبان میں بادشاہوں اور علماء پر سوانح تخلیق کی گئیں، جیسے بابر نامہ، اکبر نامہ۔

اردو زبان میں سوانح کے ابتدائی نقوش مثنویوں کی صورت میں ملتے ہیں۔ اس دور میں مثنوی سب سے اہم اور مقبول صنف کے طور پر ابھرتی رہی اور بہت سے شعراء مثنوی نگار کے طور پر ابھرنے لگے۔ ان میں مختلف موضوعات تھے مثلاً: سیرت، منقبت، تاریخ، مذہب، تصوف اور عشق و عاشقی وغیرہ۔ جن میں سیرت، منقبت میں سوانح کے اثرات نظر آتے ہیں۔

قدیم شعراء کے تذکروں میں بھی سوانحی رنگ ملتا ہے۔ اردو کا پہلا تذکرہ "نکات الشعراء" ہے جو میر تقی میر کے حالات پر مبنی ہے۔ شعراء کے حالات پر مبنی چند تذکروں کے نام یہ ہیں: تذکرۃ الاولیاء، گلشن گفتار، تحفۃ الشعراء، تذکرۃ الحفاظ وغیرہ ہیں۔

اردو کی سوانح نگاری کی تاریخ میں ایک اہم نام محمد حسین آزاد کا ہے۔ "آب حیات "اردو شعراء کے حالات زندگی پر لکھی گئ ایک ایسی تصنیف ہے جس نے تذکرہ نگاروں کے لیے مرقع نگاری کی راہ ہموار کی۔ فن سوانح نگاری کی اسی ارتقائی دور میں ایک اہم نام سرسید احمد خان کا بھی ہے۔ ان کی تصانیف "آثار الصنادید، سیرت فریدی اور خطبات احمد میں سوانح نگاری کے واضح نقوش موجود ہیں مگر ان کو سوانح نگاری کا نمونہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اردو ادب میں سوانح نگاری کا باقاعدہ آغاز حالی سے ہوتا ہے۔ اگرچہ حالی سے پہلے سیرت اور صحابی کرام پر بہت سی سوانح لکھی جاچکی تھیں لیکن اس امر سے بہر حال انکار ممکن نہیں کہ سوانح نگاری کو بطور فن حالی نے اپنایا اور انہوں نے اس سنگ میل کی بنیاد رکھی۔ سوانح نگاری کے واضح نقوش انہوں نے ہی تیار کیے۔ اس صنف کی تہی دامنی کو دل سے محسوس کیا اور اس خلاء کو پر کرنے کے لیے انہوں نے تصانیف کیں جن میں سر فہرست "حیات سعدی "ہے۔

> "مولانا الطاف حسین حالی اردو زبان وادب کے وہ بلند پایہ ادیب ہیں جنھوں نے سوانح نگاری کو اردو زبان وادب میں رواج دیا۔ حالی سے قبل اردو ادب میں سوانح نگاری کی کوئی مستند روایت نہیں ملتی۔ انھوں نے سرسید تحریک کے زیراثر اس صنف ادب کو پروان چڑھایا۔ حالی کو بلاشبہ اولین سوانح نگار ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حالی کی سوانح عمریاں اردو ادب میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حالی سے پہلے تذکروں کی صورت میں کچھ ادباء وشعراء کے حالات ہمیں ملتے ہیں مگر وہ سوانح کے ابتدائی نقوش ہیں۔ حالی نے سوانح کو ایک نئ شکل دی اور منفرد جہت کے ساتھ اردو ادب میں متعارف کرایا۔"(۷)

حالی نے جو سوانح عمریاں لکھیں ان کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ سوانح حکیم ناصر خسرو

۲۔ حیات سعدی

۳۔ تذکرہ رحمانیہ

۴۔ یادگار غالب

۵۔ حیات جاوید

درج بالا سوانح عمریوں میں سے جو حالی کی وجہ شہرت بنی اور جن کی وجہ سے حالی کو مقبولیت کا درجہ ملا وہ "یادگار غالب " اور "حیات جاوید" ہے۔ "حیات جاوید " اس ضمن میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کو اردو زبان وادب کی باقاعدہ اور باضابطہ سوانح عمری کا درجہ حاصل ہے۔

حالی کی سوانح عمری کے دور کا آغاز انیسویں صدی کا آخر اور بیسویں صدی کا اوائل تھا۔ اس دور کو اردو ادب کا سنہری دور بھی کہا جاتا ہے۔ اس دور کے بہت سے مصنفین نے اس صنف میں طبع آزمائی کی جن میں عناصر خمسہ سر فہرست ہیں۔ سرسید احمد خان نے "سیرت فریدیہ"، "آثار الصنادید" اور "تذکرہ دہلی" جیسے اہم سوانحی کام کیے۔ محمد حسین آزاد نے "آبِ حیات " میں شعراکے تذکروں کے ذریعے معاشرتی و تہذیبی ماحول کو اجاگر کیا، جبکہ شبلی نعمانی نے سوانح نگاری کو بامِ عروج پر پہنچایا۔ ان کی تصانیف جیسے "الفاروق"، "الغزالی" اور "سیرت النبی ﷺ" اس فن میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مولانا حالی، مرزا حیرت، عبدالحلیم شرر، محمد سلیمان منصور پوری، مولوی ذکاء اللہ اور سید سلیمان ندوی نے بھی اس صنف میں گراں قدر کام کیا۔ بیسویں صدی میں ادبی شخصیات پر بھی سوانح عمریاں لکھی گئیں، جیسے غالب پر "غالب نامہ" اور اقبال پر "زندہ رود" و دیگر اہم تصانیف۔ قیامِ پاکستان کے بعد سوانح نگاری کو مزید وسعت ملی اور قومی شخصیات پر

کثرت سے سوانحیں تحریر کی گئیں۔یوں اردو ادب میں سوانح نگاری ایک اہم اور مضبوط صنف کے طور پر ابھری جو تاریخی، فکری اور ادبی سرمائے کا قیمتی حصہ ہے۔

حالی کی گئ سوانح عمریاں مختصر تعارف کے ساتھ درج ذیل ہیں:

**تذکرہ رحمانیہ:**

یہ سوانح حالی نے اپنے استاد قاری عبدالرحمن صاحب کی وفات پر لکھا۔اس تذکرہ سے حالی کی اپنے استاد کے لیے عقیدت ٹپکتی نظر آتی ہے۔اس میں انہوں نے اپنے استاد کی ظاہری، باطنی خوبیوں کو اس طرح پیش کیا ہے کہ پڑھنے والا کردار کو بخوبی سمجھ کر عقیدت مند ہو جاتا ہے۔

**سوانح عمری حکیم ناصر خسرو:**

مولانا الطاف حسین حالی نے حکیم ناصر خسرو کی سوانح عمری ایک مختصر مگر جامع خاکے کی صورت میں تحریر کی، جس میں انہوں نے ناصر خسرو کو ایک بلند پایہ شاعر، فلسفی، مفکر اور صوفی کے طور پر پیش کیا۔حالی نے ان کی علمی و فکری زندگی، مکہ اور مصر کا روحانی سفر، فاطمی خلافت سے وابستگی اور اسماعیلی عقائد کی تبلیغ جیسے اہم پہلوؤں کو نہایت سادگی اور تاثیر کے ساتھ بیان کیا۔اس سوانح میں ناصر خسرو کے سفرنامے، شاعری اور ان کے اخلاقی و فلسفیانہ نظریات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔حالی کی یہ تحریر اردو قارئین کے لیے ناصر خسرو کی شخصیت کو سمجھنے کا پہلا معتبر ذریعہ ہے اور اسے اردو سوانح نگاری میں ایک اہم قدم تصور کیا جاتا ہے۔

**حیاتِ سعدی:**

مولانا الطاف حسین حالی کی تحریر کردہ "حیاتِ سعدی" ایک مختصر مگر معلوماتی سوانح عمری ہے، جس میں انہوں نے فارسی کے عظیم شاعر، ناصح اور اخلاقی مفکر شیخ سعدی شیرازی کی زندگی، تعلیم، اسفار، علمی مقام اور ادبی خدمات کو جامع انداز میں پیش کیا ہے۔یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔۱۔ نظم و نثر پر تذکرہ اور محاکمہ۔۲۔ شیخ کے حالات۔۳۔خاتمہ جس میں ان کے حالات کی روشنی میں ان کے کلام کو پرکھا گیاہے۔حالی نے سعدی کے حالاتِ زندگی کو صرف بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کے اخلاقی، فکری اور ادبی اثرات کو بھی اجاگر کیا ہے۔سعدی کے مشہور شعری مجموعے "گلستان" اور "بوستان" کے اقتباسات اور مضامین کا حوالہ دیتے ہوئے حالی نے ان کے طرزِ فکر اور پیغام کو اردو قارئین تک پہنچانے کی کامیاب کوشش کی۔"حیاتِ سعدی" کو حالی کی سوانح نگاری کی ابتدائی کوششوں میں شمار کیا جاتا ہے، جو نہ صرف سعدی کی شخصیت کا تعارف کراتی ہے بلکہ اردو ادب میں سوانحی ادب کو ایک نئی جہت بھی دیتی ہے۔

**حیاتِ جاوید:**

"حیاتِ جاوید" مولانا الطاف حسین حالی کی سب سے اہم اور شہرۂ آفاق سوانح عمری ہے، جو اردو ادب میں سوانح نگاری کی باضابطہ بنیاد سمجھی جاتی ہے۔یہ کتاب ۱۸۹۸ء میں مکمل ہوئی اور سرسید احمد خان کی زندگی، خدمات اور افکار پر مبنی ہے۔حالی نے اس کتاب کو نہایت محنت، خلوص اور تحقیق سے مرتب کیا ۔ انہوں نے سرسید کی شخصیت کو صرف ایک فرد کے طور پر نہیں، بلکہ ایک قومی مصلح، تعلیمی رہنما اور تحریک کے بانی کی حیثیت سے پیش کیا۔یہ سوانح عمری تقریباً ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے اور اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔پہلے حصے میں سرسید کے خاندان، بچپن، تعلیم، ملازمت، ابتدائی دور کے حالات، انگریز حکومت سے تعلقات اور ذاتی زندگی کے اہم پہلوؤں کا تفصیل سے ذکر ہے، جو تقریباً ۳۰۰ صفحات پر محیط

ہے۔ دوسرے حصے میں ان کی تعلیمی خدمات، علی گڑھ تحریک، سائنسی و مذہبی نظریات، تصنیفی کام اور قومی شعور کی بیداری کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ حالی نے اس کتاب میں محض واقعات کا تذکرہ نہیں کیا، بلکہ سرسید کے افکار و نظریات کا تجزیہ بھی پیش کیا، جو اس کتاب کو صرف سوانح عمری نہیں بلکہ ایک فکری اور تاریخی دستاویز بنا دیتا ہے۔ "حیاتِ جاوید" کو اسلوب، مواد اور مقصد کے لحاظ سے اردو ادب کی ایک مثالی اور معیاری سوانح نگاری قرار دیا جاتا ہے، جس نے بعد کے سوانح نگاروں کے لیے رہنمائی کا کام دیا۔ اس کے ذریعے حالی نے قوم کو اسلاف کے کارناموں سے روشناس کرایا اور اصلاحِ معاشرہ کا پیغام عام کیا، اسی لیے انہیں اردو میں جدید سوانح نگاری کا بانی کہا جاتا ہے۔

**یادگارِ غالب:**

مولانا الطاف حسین حالی کی ایک مشہور اور قابلِ قدر سوانح عمری "یادگارِ غالب" ہے، جو ان کے سوانحی فن کا شاہکار تصور کی جاتی ہے۔ اس کتاب نے نہ صرف مرزا غالب کی شخصیت کو نئے انداز سے پیش کیا بلکہ ان کی شہرت و مقبولیت میں بھی نمایاں اضافہ کیا۔ حالی نے غالب کی زندگی کے صرف واقعات بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ ان کی شخصیت کا گہرائی سے تجزیہ کیا، ان کے مزاج، افکار اور زندگی کے نشیب و فراز کو سمجھ کر قاری کے سامنے پیش کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے غالب کی شاعری اور نثری خدمات کا بھی تفصیل سے جائزہ لیا، جس سے کتاب کو تنقیدی و ادبی اہمیت حاصل ہوئی۔ "یادگارِ غالب" بلاشبہ حالی کی سوانح نگاری کا ایک ایسا کارنامہ ہے جسے اردو ادب میں ہمیشہ قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا جائے گا۔

> مولانا کی سب سے زیادہ ہر دل عزیز تصنیف "یادگارغالب" ہے۔ جس سے بہتر کوئی کتاب اس طرز کی اب تک نہیں شائع نہیں ہوئی۔ اس میں مرزا غالب کی زندگی کے حالات وواقعات ان کے لطائف وظرائف وغیرہ نہایت عمدہ اور دلچسپ پیرایہ میں بیان کیے ہیں اس کے بعد ان کے ہرقسم کے کلام پر ناقدانہ نظر ڈالی گئی ہے بڑی خوبی یہ ہے کہ چونکہ مصنف مرزا صاحب کے شاگرد تھے لہذا اکثر واقعات چشم دید ہیں مشکل اشعار کے معانی بھی سمجھائے ہیں اور ان مواقع کا بھی بیان ہے جب وہ اشعار کہے گئے تھے جس سے اشعار کا لطف دوبالا ہوجاتاہے۔ اس تصنیف کے ذریعے سے حالی نے اپنے استاد غالب کی شاگردی کا حق اسی طرح ادا کردیا جس طرح کے آزاد نے "دیوان ذوق" کو ترتیب دے کر "ذوق" کو زندہ جاوید بنادیا دونوں اپنے اپنے استادوں کے شاگرد رشید اور دل سے چاہنے والے تھے۔ "یادر گار غالب" تنقیدی کتابوں میں ایک ممتاز درجہ رکھتی ہے تنقید گو کہ اعلی درجے کی ہے مگر پھر بھی جوش عقیدت مندی کہیں کہیں جادہ انصاف سے ہٹا دیتاہے۔(۸)

غالب کی شخصیت پر لکھی گئی حالی کی کتاب یادگارِ غـالـب کو سب سے مستند اور بہترین سوانح عمری مانا جاتا ہے۔ حالی نے یہ کتاب غالب کی پیدائش کے سو سال مکمل ہونے پر لکھی۔ اس میں نہ صرف غالب کی زندگی کے حالات و واقعات بیان کیے گئے ہیں بلکہ ان کی شاعری اور نثر پر گہرا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ بھی لیا گیاہے۔ آج بھی یہ کتاب غالب پر تحقیق کرنے والوں کے لیے ایک رہنما کا درجہ رکھتی ہے۔

حالی، غالب سے اس قدر متاثر تھے کہ وہ اپنے اشعار کی اصلاح بھی انہی سے کروایا کرتے تھے۔ یادگارِ غـالـب لکھ کر حالی نے بطور شاگرد اپنے استاد کا حق ادا کیا۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے:

پہلے حصے میں غالب کی زندگی، عادات، مزاج، گھریلو حالات، پسند وناپسند، مزاح، شوخی اور خطوط وغیرہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ دوسرے حصے میں غالب کا منتخب کلام شامل ہے، جسے چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

۱. اردو نظم

۲. اردو نثر

۳. فارسی نظم

۴. فارسی نثر

حالی نے ان حصوں میں دیے گئے کلام کی وضاحت، تشریح اور پس منظر بھی بیان کیا ہے۔ انہوں نے مرزا غالب کے فارسی ادب سے تعلق اور ایرانی ادیبوں سے ان کے کلام کا موازنہ بھی کیا ہے۔ ان کے تجزیے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ غالب کا کلام کسی بھی فارسی شاعر سے کم نہیں، بلکہ بعض پہلوؤں سے ان سے بہتر اور بلند تر ہے۔

حالی کو ایک زبردست سوانح نگار کی حیثیت سے پیش کرنا بالکل بجا ہے، کیونکہ انہوں نے سوانح نگاری کو صرف واقعات کے بیان تک محدود نہیں رکھا، بلکہ اس میں فکری گہرائی، تنقیدی بصیرت اور ادبی شعور کو بھی شامل کیا۔ یادگارِ غالب جیسے شاہکار نے یہ ثابت کر دیا کہ حالی نہ صرف زندگی کے ظاہری پہلوؤں کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے تھے بلکہ شخصیت کے باطن تک رسائی بھی حاصل کرتے تھے۔ ان کا اندازِ تحریر سادہ مگر پر اثر، اور ان کا تجزیہ علمی اور مدلل ہوتا ہے۔ انہوں نے سوانح نگاری کو فن کی شکل دی اور اردو ادب میں ایسی روایت قائم کی جو آج بھی معیار سمجھی جاتی ہے۔ اس بنا پر حالی کو اردو کے عظیم اور پُراعتماد سوانح نگاروں میں شمار کیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

## حوالے


۱۔ محمد عبدالواسع، ڈاکٹر، فن سوانح نگاری، مظفر پور، فرحت پبلی کیشن، ۱۹۷۹ء، ص۸۔

۲۔ صالحی عابد حسین، یادگار حالی، انجمن ترقی اردو، دہلی ۱۹۸۶ء

۳۔ اریبہ واجد، یادگار غالب کی توضیحی فرہنگ۔

۴۔ ممتاز فاخرہ، اردو میں فن سوانح نگاری کا ارتقاء، دہلی، رونق پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۴ء۔

۵۔ آنسہ الطاف فاطمہ، اردو ادب میں فن سوانح نگاری کا ارتقاء، اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۱۹۷۴ء۔

۶۔ ممتاز فاخرہ، ڈاکٹر، اردو میں فن سوانح نگاری کا ارتقاء، رونق پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۱۹۸۴ء، ص۔

۷۔ اریبہ واجد، یادگار غالب کی توضیحی فرہنگ۔

۸۔ عبد القیوم، ڈاکٹر، حالی کی اردو نثر نگاری، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۶۴ء۔


❖❖❖